ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

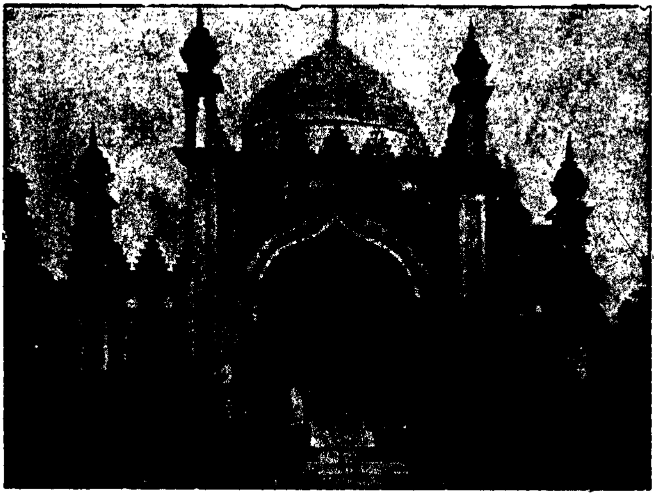

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیران اعزازی

آفتاب الدین احمد بی۔اے — مدیر اسلامک ریویو (انگریزی)

عبدالمجید ایم۔اے۔بی۔ٹی — امام شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

مرتبہ

خواجہ عبدالغنی سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ

قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ اکبر ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا (ہی کیوں نہ) لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

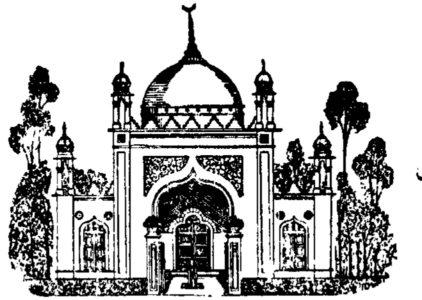

مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کُل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ اس رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمدنی حد تک ووکنگ مسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے، رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۳۰	بابت ماہ ذیقعد ۱۳۶۳ھ م۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء	نمبر ۱۰

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	ہستی باری تعالےٰ	از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان۔	۲۹۴
۲	زوجیت۔ تمدن کی روح رواں ...	"	۲۹۸
۳	مقصد مذہب	"	۳۰۳

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر پبلشر چھپکر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا۔

www.aaiil.org

ہستی باری تعالےٰ

والسماء والطارق ۃ وما ادرٰلک ما الطارق ۰ النجم الثاقب ۃ ان کل نفس لما علیہا حافظ ۃ

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

تم آسمان کو دیکھو اور جو آسمان میں طارق ہیں اس کو بھی دیکھو اور جانتے ہو کہ طارق کیا ہے یہی روشن سیارے اور ستارے ، لفظ ثاقب کے تین معنے وارد ہوئے ہیں (۱) ایک روشنی والا (۲) پھاڑ کر کسی چیز میں گھس جانے والا (۳) حمل کرنے والا - یعنی جس قدر آسمان میں سیارے اور ستارے ہیں ان کی روشنی ہواؤں کو اور فضاء کو پھاڑتی ہوئی پہنچ جاتی ہے اور پھر زمین کو اور زمین کی دوسری چیزوں کو پھاڑ کر ان میں گھس جاتی ہیں اور وہاں حمل کا موجب ہو جاتی ہیں ۔ یہ کس قدر خدا کی شان ہے کہ آج سائنس نے جو تحقیق کی ہے وہ یہی حقیقت ہے کہ آسمان سے سورج ہی نہیں بلکہ ہر ایک سیارہ ستارہ زمین پر روشنی پھینک رہا ہے اور ہر ایک سیارہ و ستارہ کی روشنی زمین کی روئیدگیاں پیدا کرنے میں ایسی ضروری ہیں جیسے بارش کا پانی یا سورج کی گرمی اور روشنی یا ماہتاب کی چاندنی ۔ الغرض یہ سب کی سب باتیں ملکہ عقلمند کی نگاہ میں جیسا کہ خود قرآن کریم نے فرمایا ہے اس ذات پاک کے وجود کی آیات یا نشان ہیں جو ایک ہے اور جو رحمٰن اور رحیم ہے ۔

ان اوراق کے پڑھنے والوں پر اب یہ تو ظاہر ہو چکا ہوگا کہ کائنات کا ہر ایک ذرہ اور ترکیب ذرات کا ہر ایک ہیولا کسی نہ کسی قانون کی اطاعت میں چل رہا ہے ۔ بلکہ کل کی کل کائنات اگر کسی دل دماغ کا نتیجہ ہے تو اس کے خط و خال سے ایک صانع کے قلب کی ماہیت بھی نظر آجاتی ہے ۔ جس طرح کسی کی بنائی ہوئی چیز سے کاریگر کی نفاست یا بلادت طبع کا پتہ چل جاتا ہے اسی طرح صحیفہ قدرت سے بھی صانع فطرت کے اخلاق کا پتہ چلتا ہے جو چیز بھی ہم بنانی چاہیں اس کے اسباب بھی کائنات میں پہلے سے موجود ہیں ۔ وہ کونسی نئی چیز ایجاد ہوئی جس کے مواد زمین و آسمان میں پہلے ہی موجود نہیں ۔ اسی طرح وہ کونسی ضرورت ہے ۔ جس کے دفعیہ کے سامان پہلے ہی سے زمین میں موجود نہیں کائنات ایک مادر شفیق کی طرح ہمارے لئے ساری چیزیں پہلے سے ہی تیار کر رکھتی ہے ۔ ایک خشک مزاج فلسفی ان امور کا نام خواص فطرت رکھے گا ۔ لیکن اخلاق اگر ان امور کا نام ہے کہ جن کے ہونے پر ایک وجود سے دوسرے کے وجود کو فائدہ پہنچتا ہے تو پھر امور بالا کو کیوں کائنات کے اخلاق فاضلہ نہ سمجھا جاوے مادر کائنات عام ماؤں سے کہیں زیادہ شفیق و رحیم نظر آتی ہے ، اسی طرح کونسی چیز ہم صحیح طریق پر کائنات کے سپرد کرتے ہیں ۔ کہ جسے کائنات دوگنا چوگنا آٹھ گنا دس گنا کر کے واپس نہ کرے ۔ زمین میں دانہ کا ڈالنا اور پھر فصل کا اٹھانا اس کی ایک ادنیٰ مثال ہے لیکن اگر ہم اپنی طرف سے کوئی کوشش نہ کریں کہ جس سے ہمارے زمین کے حوالہ کردہ تخم میں اضافہ ہو تو

بھی جو کچھ بھی زمین کے حوالہ کیا جاوے وہ واپس ملتا ہے۔ بالمقابل کائنات کی خلاف ورزی بالضرور مختلف تکالیف کا موجب ہو جاتی ہے۔ اس رنگ میں بھی عموماً خلاف ورزیوں پر تکلیف جلد مرتب نہیں ہوتی۔ بسا اوقات تو فطرت اپنے قوانین کی خلاف ورزی پر غلط کار کو معاف کر دیتی ہے۔ لیکن اگر غلط کار اپنی خلاف ورزیوں میں بڑھ جائے تو اسے سزا بھی ملتی ہے۔ یہ مذکورہ بالا چار اخلاق ہمیں کائنات میں نظر آتے ہیں۔ اول یہ کہ ہر ایک ضرورت کے رفع کے لیے ایسے اسباب جن کا مہیا ہونا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ وہ پہلے ہی سے کائنات نے جمع کر رکھے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہمارا کوئی فعل جو صحیح اصول پر مبنی ہو۔ کئی گنا بار ور ہوتے سے خالی نہیں رہتا۔ تیسرا یہ کہ ہماری غلط کاریوں کے بالعوض سزا تو ہمیں کم ملتی ہے لیکن ایک کام کا بدلہ برنگ نیکی ہمیں ضرور مل جاتا ہے ان چار صفات کو عربی زبان میں رحمانیت، رحیمیت، اور مالکیت یوم الدین سے تعبیر کیا ہے۔

رحمانیت اس شفقت کو کہتے ہیں جو دوسروں کی ضرورت کے رفع کے سامان بطور خود پیدا کر دے۔ اور رحیمیت اس شفقت کا نام ہے جو کسی کے ایک محنت کے عوض ایک سے زیادہ ہو ایک نیکی کا عوض یا ایک غلط کاری کے مقابل ایک ہی سزا یا بالمقابل اکثر عفو سے کام لینا اس کا نام قرآنی اصطلاح میں **مالکیت** ہے۔ اگر کائنات کے پس پردہ کوئی دل و دماغ کام کر رہا ہے تو اسے **رحمٰن - رحیم - مالک یوم الدین** کہنا بالکل صحیح ہے۔

دہریت یا تشکک کی حقیقی وجہ یہی ہے۔ کہ دیگر مذاہب نے خدا کے جس خد و خال کا پتہ دیا ہے کائنات کے خد و خال نے غلط ٹھہرایا۔ اگر کائنات کا مالک ان مذاہب کا الہام کرنے والا ہوتا تو ان مذاہب کے بتلائے ہوئے صفات باری ان صفات کے مطابق ہوتے جن کو ایک مبصر نگاہ کائنات میں پڑھ لیتی۔ مجھے یہاں دوسرے مذاہب کے مبینہ صفات باری پر بحث کرنی منظور نہیں۔ مجھے یہاں اسی قدر دکھانا ہے کہ کائنات کے صانع کا پتہ کائنات سے ہی چلتا ہے۔ اور اسی صانع کے اخلاق جو جو اس کی صنعت سے نظر آتے ہیں، وہ وہی ہیں جو قرآن کریم نے بتلائے ہیں اگر قرآن کریم کے بتلائے ہوئے صفات باری پر ایمان نہ لایا جائے۔ تو جن صفات کا ذکر عیسائیت یا سماجی مذہب یا دیگر ملل مختلفہ بتلا رہے ہیں۔ ان کا بطلان بالبداہت صحیفہ قدرت سے ہوتا ہے۔ قرآن کے بتلائے ہوئے صفات باری اگر غور سے دیکھے جاویں تو وہ ہمیں ان قوانین فطرت کا پتہ دیتے ہیں جن کے ماتحت کائنات چل رہی ہے۔ جن قوانین فطریہ کو آج علوم جدیدہ نے دریافت کیا وہ در اصل صفات باری مبینہ قرآن کی عملی شکل ہے مثلاً ہر ایک چیز میں صدہا جوہر ہوتے ہیں، وہ سب کے سب چھپے ہوئے ہوتے ہیں جب وہ چیز مناسب حالات کے ماتحت آتی ہے۔ تو آہستہ آہستہ ان جوہروں کا ظہور ہوتا جاتا ہے۔ کل کائنات بحیثیت مجموعی بھی اپنے اندر یہ رنگ رکھتی ہے۔ اور پھر کائنات میں ہر ایک چیز اس قانون کے تلے کام کرتی ہے آج سے لاکھوں یا اربوں برس پہلے سورج میں سے کچھ مواد باہر نکلا جس نے ایک گولے کی شکل اختیار کی۔ فضاء عالم کی سردی نے اس گولے کو کسی قدر سرد کیا۔ اور وہ نار سموم کا گولہ نہایت شوریدہ تیزابی مادہ بن گیا۔ پھر اسی پر مزید سردی نے ایک ہلکی سی جھلی پیدا کر دی یہی جھلی موٹی ہوتی ہوتی چٹانی شکل اختیار کر گئی۔ جو آخر پہاڑ بن گئے۔ پھر چٹان اور پہاڑ بارشوں کے ذریعہ بوسیدہ ہوتے ہوتے آہستہ آہستہ موجودہ مٹی کی شکل میں منتقل ہو گئے۔ سموم نار کی حالت سے چل کر اس کرہ نے

چھ اور منزلیں طے کیں اور ساتویں منزل پر اس نے زمین کی موجودہ شکل اختیار کر لی۔ یہی وہ سات زمینیں ہیں جن کا ذکر قرآن کریم کرتا ہے۔ پہلی زمین تو وہی سمومی ناری کرہ تھی اور ساتویں زمین کرہ ارضی کی موجودہ حالت ہے۔ کرہ ارضی کا ان سات منازل کو طے کرنا وقت کے اور مقتضیات مختلفہ کے لحاظ سے سات اوقات مختلفہ کو چاہتا ہے۔ عربی زبان میں یوم کے معنے دن کے نہیں یوم اس مقدار وقت کا ہے کہ جس کے آغاز و خاتمہ کا اندازہ اس چیز کی کیفیت سے لگ سکے کہ جس کے متعلق اس وقت کی تعیین کی گئی ہے۔ یہ تو آج کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ لیکن یہی وہ باتیں ہیں جو ہم قرآن اور حدیث میں پڑھتے ہیں۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ زمین کی پہلی شکل نار سموم تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اطلاع دیتے ہیں کہ زمین ایک وقت الماء یعنی خاص قسم کا پانی تھا ایسا ہی خود قرآن یوم کا نام ایک دن۔ ایک برس۔ ہزار برس۔ پچاس ہزار برس بھی کہتا ہے۔ قرآن کریم نے اگر زمین کا بنایا جانا سات یوم میں تجویز کیا ہے تو ممکن ہے کہ یہ زمین تین لاکھ پچاس ہزار برسوں میں تیار ہوئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہاں اس بحث سے غرض صرف اس قدر ہے کہ جس طرح سمومی ناری کرہ آخر کار چٹان۔ پتھر۔ پہاڑ۔ زمین مٹی تیزاب۔ درخت مختلف دھاتیں بن گیا اور آخر کار اسی میں سے حیوانات اور حیوانات میں سے انسان اور انسان کے ہیولے میں انسانی دل و دماغ جن میں اخلاق فاضلہ کا ظہور ہے۔ پھر روحانیات پھر لطایف قلبی کہ جن کے نشو و نما پانے پر ایک مسلم قلب ایک تاریک کوٹھڑی میں بیٹھ کر غیب کے راز کو پڑھ لیتا ہے۔ یہ سب کے سب ایک قسم کی گرم جلتی ہوئی گیس سے نکلے ہیں۔ اور یہ ساری کی ساری چیزیں بطور بطون اس میں موجود تھیں۔ الغرض جیسا کہ میں نے کہا کل کی کل کائنات اور پھر کائنات کی ہر ایک چیز میں بہت سے بطون ہوتے ہیں، جو آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے ہیں۔ گویا کائنات میں ایک تو وہ قانون ہے جس کے ماتحت چیزوں میں جوہر مضمر ہوتے ہیں۔ پھر ان پر ایک اور قانون عمل کرتا ہے۔ جسے قانون ارتقاء کہتے ہیں جس کے ماتحت کل کی کل چیزوں میں سے جوہر مختلفہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ یہ جس قدر قانون فطریہ ہیں وہ دراصل صفات باری مبینہ قرآن کی عملی شکل میں ہیں۔ مثلاً خدا کا ایک نام الباطن دوسرا نام الرب، تیسرا نام الظاہر۔ اب الباطن اور الظاہر کے ماتحت تو وہ دو قانون آگئے جن کا اوپر ذکر کیا۔ ربوبیت کے معنی عربی زبان میں ان تمام اسباب کو مہیا کرنا اور ان کے متعلق انتظام کرنا اور قوانین بنانے ہیں جن کے ماتحت اشیاء کائنات مختلف منازل سے گزرتی ہوئی اپنے مخفی جوہروں کو ظاہر کرتی جاتی ہے۔ ۔۔۔۔۔۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مذکورہ

بالا بحث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علوم جدیدہ نے جن قوانین فطریہ کو دریافت کیا ہے وہ تو صفات باری مندرجہ قرآن کے ہی عملی شکلوں کا نام ہے۔ سائنس اگر ان صفات باری کی روشنی میں اپنی تحقیق کی تکمیل کرے تو علوم جدیدہ کہیں کے کہیں پہنچ جاویں۔

فی الواقعہ قرآن کریم اگر دنیا میں نہ ہوتا تو خدا کی ہستی کا پتہ چلنا مشکل تھا۔ ثبوت ہستی باری تعالیٰ میں جس قدر دلائل میں نے اسجگہ دئیے ہیں۔ ان سب کا ماخذ قریب قریب قرآن ہے۔ قرآن کریم نے ایک اور بات بھی کہی ہے جس کو ایک طرف تو یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی علیم و مدبر ہستی ہے کہ جس کی طرف سے قرآن آیا اور دوسری طرف اس ہستی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ قرآن کریم نے بعض آنیوالے واقعات کو بطور پیشگوئی بیان کیا جن کے ظہور کے اسباب نزول قرآن مجید پر موجود نہ تھے اور وہ صدیوں بعد پورے ہوئے، ایک انسان کا علم اس قدر وسیع نہیں ہو سکتا کہ وہ صدیوں کے بعد ہونیوالے واقعات

کی اطلاع پیش از وقت دے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ہزار برس پہلے جناب موسےٰ کے وقت کے مصر کا فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت پانی میں غرق ہوتا ہے وہ نازک وقت میں خدا سے اپنی نجات کی درخواست کرتا ہے۔ تورات کا بیان ہے کہ اس کی دعا نہ سنی گئی۔ وہ غرق ہوگیا۔ اور سمندر اسے اور اس کی لشکر کو کھا گیا۔ اس واقعہ کے دو ہزار برس بعد قرآن کریم اس واقعہ کا تو ذکر کرتا ہے۔ لیکن فرعون کی دعا نجات کے مقابل رب قرآن فرماتا ہے کہ تجھے غرق ہونے سے تو ہم نہیں بچائیں گے۔ البتہ تیرے جسم کو بچالیں گے اور اسے ایسا محفوظ کریں گے کہ وہ وجود آنے والی نسلوں کے لئے ایک نشان ہوگا۔ط اگر تو بائبل میں بھی فرعون کے غرق شدہ جسم کے سمندر سے نکلنے اور اس کے محفوظ ہونے کا ذکر ہوتا۔ تو تو کوئی بات نہ تھی لیکن تورات اس واقعہ پر خاموش ہے۔ اور پادریوں نے تو قرآن کے اس بیان پر یہ کہا کہ یہ بیان ہی غلط ہے اور اس بیان کا غلط ہونا ہی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے نہیں۔ آج مصر کے کھنڈرات میں سے رامسیس ثانی کی ممی نکل آئی ہے وہ اپنی شکل وصورت میں موجود ہے۔ میں نے بھی اسے دیکھا ہے یہ امر مسلم ہوگیا ہے کہ یہ ممی جناب موسےٰ والے فرعون کی ہے۔ قرآن نے اس طرح سے دو واقعات کی اطلاع دی ایک واقعہ تو نزول قرآن سے دو ہزار برس پہلے کا جب فرعون کے مغروق جسم کو سمندر سے نکالا گیا اور اسے مصالوں کے ذریعہ سے محفوظ کیا گیا۔ دوسرا واقعہ قرآن سے تیرہ سو برس بعد ظہور میں آیا یعنی فرعون کا جسم دنیا کے سامنے آگیا اور اس نے موسےٰ اور فرعون کے واقعہ کو تازہ کر دیا حسب ارشاد قرآن یہ ہمارے لئے ایک نشان نہیں۔ یہ واقعہ اس ہستی کا پتہ نہیں دیتا جو علیم اور پھر قدیر بھی ہے جو ان اسباب پر بھی حاوی ہے کہ جن کے ماتحت فرعون کا جسم محفوظ رہا۔ اس قسم کی بہت سی پیشگوئیاں قرآن کریم میں موجود ہیں کہ جن سے نہ صرف ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت ملتا ہے بلکہ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قرآن اس ہستی کی طرف سے ہے۔ میں ان پیشگوئیوں کو زیادہ بیان کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ ہر ایک پیشگوئی ایک لمبی مورخانہ بحث چاہتی ہے۔ میں یہاں چند علمی پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں۔ علمی پیشگوئیوں۔ سے میری مراد وہ علمی حقائق ہیں جو قرآن نے تو اپنے نزول پر بیان کئے۔ لیکن علمی اکتشافات نے آج دریافت کئے۔ مثلاً قرآن کریم نے ذیل کی آیات میں یہ ایک اصول قائم کیا ہے کہ دنیا میں کی کوئی چیز بھی نہیں کہ جس کی پیدائش کے لئے ایک جوڑہ کی ضرورت نہیں۔ سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم و مما لا یعلمون (سورہ یٰسٓ آیت ۳۶)

ومن کل شئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ۰

حیوانات کا نر و مادہ کی تزویج سے پیدا ہونا تو ایک بدیہی مشاہدہ ہے اور نبی کریم کے زمانہ میں کھجور وغیرہ میں بھی رشتہ زوجیت تسلیم کیا جاتا تھا لیکن قرآن تو اس رشتۂ زوجیت کو کائنات کی کل چیزوں پر حاوی کرتا ہے۔ وہ لوگ جو عناصر سے آگے نہ جاتے تھے ان کی تحقیق ایک محدود تحقیق تھی۔ آج عناصر سے آگے اٹم۔ اور ان کے آگے برقی ذرات اور برقی ذرات کے آگے ذرات ہیولا اور اس سے آگے ایتھر الغرض فضا کائنات میں کہیں جاؤ ہر جگہ رشتہ زوجیت قائم نظر آتا ہے۔ اس آیت بالا میں قرآن کریم نے آسمان اور زمین کو نر و مادہ قرار دیا ہے۔ اس سے مراد دو قسم کی متضاد چیزیں نہیں۔ بلکہ نر و مادہ کی تقسیم کے لئے لازمی اصول یہ ہے کہ ایک چیز میں قوت فاعلی ہو۔ اس سے کوئی فعل سرزد ہو۔ اس کے جسم سے کوئی چیز خارج ہو۔ اور دوسرے میں قوت انفعالی کام کرے یعنی اول الذکر کے افعال کے اثر کو دوسرے میں قبول کرنے کی خاصیت ہو اور پھر اس قبول کردہ اثر کو اضافت مضاف کے رنگ میں بڑھا کر ارتقائی منازل سے گزارا جائے۔

ط سورہ یونس آیات ۹۱-۹۲

زوجیت۔ تمدن کی روح رواں[1]

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور بانیٔ مسلم مشن ووکنگ انگلستان)

محمد ضمیر الدین احمد۔ قرآن کریم نے شادی کا مقصد کیا ٹھہرایا ہے تسکین جذبات حیوانیہ تو کوئی اعلیٰ مقصد نظر نہیں آتا۔

میں۔ قربان جاؤں قرآن کے اس نے تسکین جذبات کا بھی ذکر کیا لیکن کس خوبصورتی سے پانچویں سپارہ میں کہہ دیا کہ محصنات سے شادی کرو۔ یعنی تمہاری شادی کی غرض صرف تسکین جذبات نہ ہو۔ غیر مسافحات ولا متخذات اخدان کہہ کر اس امر کو صاف کر دیا۔ مسافحت سے مراد وہ تعلق ہے جس کا مقصد صرف تسکین شہوات ہو یہ لفظ استعمال کر کے دو قسم کی شادیوں کو روک دیا۔ ایک نیوگ دوسرا متعہ"۔

صفی الدین احمد: "متعہ جب کہ عارضی شادی ہے تو پھر اس کا مقصد واقعی جذبات کو ٹھنڈا کرنا ہے، لیکن یہ نیوگ کیا ہوتا ہے۔"

میں۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عورت کو اپنے خاوند سے اولاد نہ ہو تو وہ اپنی عورت کو کسی اور کے پاس بچہ لینے کے لئے بھیجے۔ یہ ملک ہندوستان کی بہت پرانی رسم تھی۔ لیکن دیانند جی مہاراج نے اسے پھر زندہ کرنا چاہا اس آیت میں مسافحات کے بعد متخذات اخدان ہے جس کے معنے ہیں خفیہ طریق پر تعلقات ناشائستہ قائم رکھنا مطلب یہ ہے کہ جس مرد عورت کے تعلق کا نام شادی ہے وہ پبلک کے علم میں آنی چاہیئے۔ اس قسم کی شادی شرارت کی روک ہو سکتی ہے۔ لیکن سب سے لطیف لفظ اس آیت میں محصنات کا ہے یہ لفظ حصن سے مشتق ہے جس کے معنے قلعہ کے ہیں یعنی مرد کے تقوے کو حملۂ شیطان سے بچانے کے لئے عورت حصن حصین ہو سکتی ہے۔ پھر یہ لفظ محصن اس طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ عورت حدود قلعہ میں گھیری گئی ہے جس میں اشارہ ہے کہ وہ حدود زوجیت سے باہر نہ جائے۔ ان تینوں جملوں نے کس خوبصورتی اور لطافت سے اس مقصد کو ادا کیا جس کو فلسفیانہ الفاظ میں شہوت رانی کہتے ہیں۔ یعنی جہاں تک ان جذبات کا معاملہ ہے مقصد زوجیت اس آیت کے ماتحت یہ ہے کہ ان

---

[1] ملک جاوا۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء بمقام بنگلہ سیٹھ یوسف حاجی احمد علاقہ ساوانگ شہر سورابایا میں۔ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء سے ابتدائے جنوری سنہ ۱۹۲۱ء تک سیٹھ صاحب موصوف کا مہمان رہا شاید زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ سورابایا میں رہتا لیکن سیٹھ صاحب مکرم کی محبت اور ان کے اخلاق کریمانہ نے مجھے وہاں سے نکلنے نہ دیا۔ ایک ماہ کے بعد مجھ میں کچھ صحت کے آثار پیدا ہو گئے لیکن جب انہوں نے مجھے گھر سے نکلنے ہی نہ دیا۔ اور میں اپنے منشی کو سنگاپور چھوڑ آیا تھا تو میرے کہنے پر انہوں نے مکرمی محمد ضمیر الدین احمد صاحب کی خدمات میرے سپرد کیں۔ اس پر میں نے یہ تصنیفات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ غالباً کتاب "روحانیات فی الاسلام" کے لکھتے وقت گفتگو باہم میں اور عزیزی محمد ضمیر الدین احمد میں ہوئی۔ خدا تعالیٰ ان ہر دو کو جزائے خیر دے۔ خواجہ کمال الدین۔

جذبات کو جو دراصل مرد اور عورت کے محبت باہمی کے محرک اوّل ہیں کسی محفوظ طریق پر چلا کر مرد اور عورت کی پیدائش کی اصل غرض کو حاصل کیا جائے۔ اگر مقصد زوجیت صرف آگ ہی بجھانا ہو یا بچوں کا پیدا کرنا ہو تو پھر خفیہ تعلقات یا ہوگ یا متعہ وغیرہ کو نہ روکا جاتا۔

صفی الدین احمد۔ تو کیا شادی کا کوئی اور مقصد بھی قرآن میں بتلایا گیا ہے۔ کیونکہ بچہ کشی یا جذبات کا ٹھنڈا کر لینا تو حیوانوں کے سامنے بھی ہے۔ بچوں کی پرورش ایک حد تک وہ بھی کر لیتے ہیں۔

ملا جی۔ قرآن نے مقصد شادی تمدن دنیا رکھا ہے۔ یہ جو آپ کو شہر اور بستیاں نظر آتی ہیں یہ سب مرد اور عورت کے صحیح طریق پر جمع ہونے کا نتیجہ ہے۔ یہی حیوانی جذبات جب مرد اور عورت کو ایسے طریق پر جمع کرتے ہیں کہ وہ عام نگاہ میں خاوند اور عورت سمجھے جائیں اور اس سے تشخص پدریت بھی ہو سکے تو چند دن میں وہی جذبات باہمی محبت و مودت میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہی محبت و مودت پھر دونوں میں ایک دوسرے کے لئے ایثار پیدا کر دیتی ہے۔ یہی شادی عورت مرد کے رشتہ داروں میں تعلق پیدا کر کے اس محبت و مودت اور ایثار کے دائرہ کو وسیع کر دیتی ہے۔ ایثار کا پہلا سبق اگر انسان سیکھتا ہے تو شادی کے ذریعہ ہی سیکھتا ہے۔ والدین یا اولاد ہی طبعاً ہمارے جذبۂ ایثار کو حرکت میں لاتے ہیں اور یہ دونوں رشتے شادی سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر ان تعلقات سے ہی جذبۂ غضب کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے جو ہر تعلق غیری میں محرک غضب ہوتا ہے وہ گھر کی چار دیواری میں کسی غصہ کو نہیں بھڑکاتا۔ اولاد کی بیہودگیاں غصہ کی بجائے مسکراہٹ پیدا کر دیتی ہیں۔ الغرض انسانی غضب آہستہ آہستہ اس طرح رحمت میں متبدل ہو جاتا ہے۔ عیال والے لوگ ہی زیادہ تر نسبتاً متحمل و بردبار اور رعایت دکھلانے والے ہوتے ہیں۔ یورپ میں اکثر عورتیں بے شادی رہتی ہیں وہ اپنے چڑچڑاپن میں ضرب المثل ہیں۔ ہمارے کل کے کل جذبات کی جڑ دو حیوانی جذبات ہیں غضب و شہوت۔ متاہل زندگی کے نکلنے میں بھی دو جذبات حیوانیہ آہستہ آہستہ محبت و مودت ایثار رحمت میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جہاں مرد و عورت خاوند عورت کی طرح رہ کر بھی قانوناً ایک دوسرے کے ذمہ دار نہ ٹھہر سکیں یا جہاں تشخص پدریت نہ ہو سکے یعنی جہاں مرد عورت میں عقد نکاح نہ ہو۔ وہاں جذبات حیوانی کا اخلاق بالا پیدا کرنا محالات سے ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ نکاح کے ماتحت اگر انسان کے تعلقات موافقت کئی خاندانوں سے ہو جاتے ہیں تو اس کی ذمہ داریاں بھی بہت بڑھ جاتی ہیں۔ ایک انسان کو بہت سے دوسرے افراد کی ضروریات کو دیکھنا پڑتا ہے۔ اسی سے قبیلے پیدا ہو جاتے ہیں قبیلے بستیاں بنا دیتے ہیں بستیاں شہر اور ملک پیدا کر لیتی ہیں۔ حیوان اور انسان کے جذبات میں یہ فرق ہے کہ حیوانی جذبات میں ترقی نہیں ہوتی لیکن انسانی جذبات کچھ کا کچھ بن جاتے ہیں۔ حیوانوں میں بھی نر مادہ اکٹھے رہتے ہیں اور بچے پیدا کرتے ہیں لیکن حیوان بستیاں اور شہر آباد نہیں کر سکتے۔ انسانی شہوات عقد نکاح کے ماتحت مودت و رحمت و ایثار میں متبدل ہو کر شہروں کے شہر آباد کر دیتی ہیں۔ اس انسان پر کس قدر افسوس ہے جو متاہل زندگی چھوڑ کر حیوانوں کی طرح منہ تو مارتا ہے لیکن پرورش اولاد کے معاملہ میں حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ بعض حالات میں ان فاسقوں کو یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ دنیا میں کس کس بچہ کے باپ ہو چکے ہیں۔

صفی الدین احمد۔ تو شادی کا بڑا مقصد تمدن ٹھہرا اور شہوات حیوانی کی تہذیب کر کے انہیں محبت مودت

میں منتقل کرتا ہوا۔ کیا یہ ساری باتیں قرآن میں لکھی ہیں۔
میں:۔ میں آپ کو قرآن سے یہ مقام نکال دیتا ہوں۔ آپ مجھے پڑھ کر سنائیں۔
محمد ضمیرالدین صاحب نے ذیل کی آیات پڑھیں:۔

ومن آیاتہٖ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون ۝ ومن آیاتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ، ان فی ذالک لآیات لقوم یتفکرون ۝

ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر جب تم انسان ہوئے۔ تم ہر طرف پھیلے ہوئے ہو۔ اور اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے۔ کہ تمہاری جنس ہی سے تمہارے جوڑے بنائے تاکہ ان کی طرف سے تمہیں راحت ملے۔ اور تم میں مودت و رحمت پیدا ہو۔ اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔

کس خوبصورتی سے قرآن مجید نے ان دو آیات میں مقصد شادی کو انسان کی فطرت سے انتشار دور کرنے کا ذریعہ اور انتشار کے بجائے اس میں تسکین قلب پیدا کر کے آخر کار اسی شادی کو دنیا کے لئے مودّت و رحمت کا موجب ٹھہرایا ہے۔ انسان کے مٹی سے نکلنے کی طرف اشارہ کر کے اس کے جسم و روح کے ان اجزائے متضاد و مختلفہ کی طرف حوالہ دیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ اسے ایک جگہ چین نہ پڑے بلکہ وہ کل روئے زمین پر منتشر ہو جائے جس سے تمدن ایک طرح ناممکن ہو جاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انسانوں میں مرد و عورت پیدا کر کے ان میں ایک دوسرے کی طرف رغبت پیدا کر دی جس سے نہ صرف انتشار طبع دور ہو کر تسکین قلب ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی تسکین قلب آہستہ آہستہ اس کے جذبات حیوانیہ کو جو ممکن تھا۔ کہ اسے ایک جگہ قرار نہ لینے دیتے۔ اس مودت و رحمت میں متبدل کر دیتا ہے کہ جس سے کل مدنی اور منزلی زندگی پیدا ہوتی ہے۔ وہی انسان جو حبالۂ نکاح میں آنے سے پہلے ایک شتر بے مہار ہو رہا تھا اب وہ ایک ٹھکانے بیٹھ گیا ہے۔ وہی انسان جو شادی سے پہلے کسی مراعات یا ذمہ داری کی پروا نہیں کرتا تھا اب وہ صاحب عیال ہو کر ہر قسم کے تمدنی بوجھوں کو خوشی سے اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ تمدن کا حل اس مودت اور رحم کے سوا نے ناممکن ہے جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔ ان آیات میں چار الفاظ اور ان کی ترتیب نہایت ہی غور طلب ہے۔ اوّل انتشار پھر تسکین پھر مودت اور اس کے بعد رحمت یہ چاروں باتیں فطرت انسانی میں ہیں۔ اور تمدن کے لئے بھی ضروری ہیں۔ انتشار ہی انسان کو اپنے مولد سے نکال کر انہیں دنیا جہان کے چار کونوں میں جا بساتا ہے لیکن یہ انتشار طبع بذاتہٖ اس مقصد کو پورا نہ کرتا۔ اگر یہ کسی ٹھکانے لگ کر مودّت اور رحمت کا ہم قران نہ ہوتا۔ ان دو متضاد چیزوں مودت و انتشار کو ترویج دینے کے لئے مرد و عورت میں رشتۂ زوجیت پیدا کیا گیا ہے۔ اور اسی رشتہ نے مرد و عورت میں مودت و محبت پیدا کر دی ہے۔ مودت اور رحمت میں کچھ فرق ہے۔ مودت باہمی تعلقات یا باہمی مراعات کا نتیجہ ہوتی ہے یعنی یہ وہ محبت ہے جو بدل کو چاہتی ہے۔ لیکن رحمت وہ محبت یا مراعات ہے۔ جو بلا بدل ظاہر ہوتی ہے۔ میں ابھی کہہ آیا ہوں کہ کس طرح انسان شادی کر کے متقابلہ محبت کے بعد اپنے اندر پیدا اور رحمت کا احساس کرتا ہے۔ اگر وہ آج اپنی محنتوں کے

ثمرات اپنے لئے رکھتا ہے تو کل شادی کے بعد سر سے پاؤں تک کے پسینہ کی کمائی کو اپنے اوپر حلیم کر سکتا ہوں کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اور جس میں یہ ایثار پیدا ہوتا ہے اس کی طبیعت میں وہ انتشار نہیں رہتا جس کی وجہ سے انسان میں دوسروں کی طرف سے نفرت اور وحشت ہوتی ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ ان آیات میں ان الفاظ کی ترتیب کو دیکھا جائے۔ انتشار کا سبب جو پہلے ذکر کیا گیا ہے جو تمدن کے لئے تو ضروری ہے لیکن وہ موجد وحشت و نفرت بھی ہے۔ اب اگر انسان کی طبیعت سے یہ امر دور ہو جائے۔ تو پھر وہی انتشار طبع آدم کی اولاد کو کل روئے زمین پر بسا دے گا۔ آپ بنگالے کے شیر کشمیر میں اور قطبین کے ریچھ کو افریقہ میں نہیں پائیں گے۔ لیکن افریقہ کے باشندے کینیڈا میں نظر آجائیں گے۔ یہ وہی انتشار ہے جو انسانوں کو ہر جگہ لئے پھرتا ہے۔ البتہ تمدن مودت و رحمت کو چاہتا تھا۔ یعنی ہم ایک دوسرے کے ساتھ مراعات مشفقانہ بھی کریں۔ اور ایک دوسرے پر عنایات مہربانیاں بلا بدل بھی کریں۔ اس کا ذریعہ زوجیت ٹھہرائی۔ کس قدر بلند سے بلند نصب العین شادی کا قرآن بتاتا ہے اور یہ وہ کتاب ہے جسے مغربیوں نے معاذ اللہ شہوانی تعلیم سے مملو کہا ہے۔

کثیر الازدواجی

(بمقام کیمرج مکان مولوی محمد علی صاحب بی اے (کنٹب) قصوری)

ایک انگریز ملاقاتی (مختلف قسم کی گفتگو کے بعد) آپ کے ہاں تو شاید کثیر الازدواجی کا رواج ہے۔

میں*۔ "اس قدر تو نہیں جتنا یہاں ہے"

ملاقاتی۔ (متحیر ہو کر) ہمارے ہاں؟ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا"۔

میں۔ شادی کا ایک مقصد اگر یہ ہے کہ مرد و عورت فطری تقاضوں کے ماتحت جمع ہو جاویں تو یہاں کثیر الازدواجی فیصدی زیادہ ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ ہمارے ہاں جہاں دس ہزار میں ایک مرد ایسا ہوگا جو ایک عورت سے دوسری عورت کی شکل دیکھے تو مغرب میں فیصدی شاید بہت سے ایسے نکل سکیں جن کے تعلق ایک سے زیادہ بیبیوں سے ہوتے ہیں"

ملاقاتی۔ قانون اس کا نام شادی نہیں رکھتا،

میں۔ قانون اسے روکتا بھی نہیں۔

ملاقاتی۔ لیکن سوسائٹی اس کو پسند نہیں کرتی اور ناجائز ٹھہراتی ہے"

میں۔ مطلب یہ ہے کہ جو ہم میں کہیں شاذ و نادر لیکن قانون اور سوسائٹی کی اجازت سے ہوتا ہے وہ یہاں ناجائز طریق پر عام ہو رہا ہے۔ اگر کثیر الازدواجی کا پورا سدباب کرنا تھا تو پھر ان ناجائز تعلقات کو بھی اسلام کی طرح قانوناً جرم ٹھہرانا تھا۔ عجب تماشا ہے کہ مرد اور عورت نکاح کے بغیر بیشک عمر بھر خاوند عورت کی طرح رہیں تو وہ مجرم نہیں لیکن اگر وہ با مقابل حقوق کے ذمہ دار بننا چاہیں تو وہ مجرم بن جائیں جس صورت میں مرد پہلے سے شادی شدہ ہو"

* میں سے مراد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام ہیں۔ مترجم

ملاقاتی - آپ کی مراد ان کا باضابطہ شادی کر لینا ہے۔

میں۔ "شادی سے ایسی ذمہ داری پیدا ہوگی"۔

ملاقاتی:۔ عورت کے نکتہ خیال سے آپ اس مسئلہ پر کیا کہتے ہیں۔

میں:۔ عورت کثیر الازدواجی کو پسند نہیں کرتی لیکن شادی کرنے میں اسلام عورت کو مطلق آزادی دیتا ہے۔ عورت چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ لیکن میں آپ سے ایک امر دریافت کرتا ہوں۔ کیا مرد و عورت دونوں میں خواہش مناکحت ایک طبعی جذبہ نہیں۔ کیا ہر مرد و عورت کو فطرت نے حق ملابست نہیں دیا۔ کہ ان حقوق فطریہ کا نفاذ ہر مرد و عورت کے حق میں ہونا۔

ملاقاتی:۔ یہ تو ان کے قوائے مختلفہ ہی سے ظاہر ہے کہ مرد و عورت دونوں اس امر کے مستحق ہیں۔ اور یہ بھی صحیح بات ہے کہ سوسائٹی کو ہر انسانی جذبہ کی تسکین کے سامان پہنچانے میں امداد دینی چاہیئے"

میں:۔ آپ نے صحیح فرمایا۔ تو پھر اسلامی کثیر الازدواجی کے سوا آپ کوئی طریق مجھے بتلا سکتے ہیں کہ جس سے ہر ایک عورت دنیا میں اپنے فطری حقوق کو حاصل کر سکے یعنی ہر ایک عورت کسی نہ کسی مرد کی رفیق زندگی بن سکے۔

ملاقاتی:۔ آپ ذرا تشریح کر دیں۔

میں:۔ کل دنیا میں ہر ایک وقت علی العموم مردوں سے عورتوں کی تعداد زیادہ ہی رہی ہے۔ ابھی آپ کے ملک میں عورتیں مردوں سے تین ملین زیادہ ہیں۔ اگر ایک مرد ایک ہی عورت کرے تو یہ بیس تیس لاکھ عورتیں اپنے حقوق فطریہ کو کس طرح حاصل کر سکیں گی۔ اور ابھی اگر یورپ میں لڑائی ٹھہر جائے تو پھر جو مردوں کی تعداد میں کمی ہو جائے گی وہ ظاہر ہے۔[1]

ملاقاتی:۔ ہاں یہ آپ نے کیا کہا کہ آپ کے ہاں دس ہزار میں ایک آدمی شاید ایسا ہو جو ایک سے زیادہ بی بی کرے۔ آپ کے ہاں تو شاید ایک سے زیادہ بی بی کرنے کا قانون ہے"

میں۔ ممکن ہے آپ بھی اس عام غلطی میں ہوں۔ قرآن مجید نہ تو کثیر الازدواجی کا حکم دیتا ہے نہ اس کی سفارش کرتا ہے۔ نہ اسے امر مستحسن ٹھہراتا بلکہ یہ تو ضرورت کا علاج ہے اور وہ بھی تحت قیود کیسا تھ"!

ملاقاتی:۔ اس امر کی آپ ذرا تشریح کر دیں۔ ہمارے خیال میں تو یہ تھا کہ ایک نیک مسلمان کے گھر میں چار بیبیاں ہونی چاہئیں"

میں:۔ اور اس بھی اگر زیادہ نیک بننا چاہے تو گھر سے تلوار لیکر نکلے سب سے پہلے جس کافر کو دیکھے اسے قتل کرے"

ملاقاتی:۔ (ہنسکر) اور رات دن حرم سرا میں پڑا رہے"*

میں:۔ میں اس دروغگوئی اور غلط بیانی سے ناواقف نہیں جو ہمارے متعلق بعض پادری کرتے رہے ہیں۔ یہ سب کا سب جھوٹ ہے"

میں:۔ منشاء قرآن یہی ہے کہ ایک ہی بی بی ہو ایک سے زیادہ بی بی کے لئے برابری سلوک کی ایک ایسی کڑی شرط قرآن نے لگا دی کہ ایک انسان کسی سخت ضرورت کے سوا ایک سے زیادہ بی بی کر ہی نہیں سکتا"

ملاقاتی:۔ مہربانی سے آپ کسی ضرورت کا نام لیں"

میں:۔ شادی کی ایک بھاری غرض اولاد ہے۔ مثلاً کچھ برس کے بعد ثابت ہو گیا کہ عورت اولاد کے قابل نہیں یا بالفرض بیوی دائم المریض ہے۔ ایسے حالات میں انسان کے چال چلن کی حفاظت کے لئے دوسری بی بی کا ہونا ضروری ہے۔

[1] یہ گفتگو ۱۹۱۳ء میں ہوئی تھی ۱۹۱۸ء کے اخیر میں ایک عامہ قیاس کیا گیا تھا کہ لڑائی کے بعد جرمنی اور فرانس میں عورتیں مردوں سے چھ گن زیادہ رہ جائیں گی اور ابھی ان میں وہ مرد شامل نہیں جو زخمی یا مجروم الاعضا یا بیکار اعضا لیکر لڑائی سے واپس آئے۔ انگلستان میں بھی عورتوں کی تعداد جنگ کے بعد بہت بڑھ گئی ہے۔

* ملاقاتی واقعی ؟ تو ایک مسلمان ایک سے زیادہ بی بی پر مجبور نہیں"

مقصد مذہب*

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور بانی ووکنگ مسلم مشن

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۗ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۙ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

قرآن کریم ان سات آیات سے شروع ہوتا ہے ۔ ان میں کانفرنس ہذا کے مجوزہ سوال کا جواب ہے ۔ ضرور تھا کہ خدا کی کتاب شروع میں ہی اس مقصد کو بیان کرتی جس کے لئے وہ نازل ہوئی ۔ جب ایک معمولی سے معمولی مصنف سے ہم متوقع ہیں کہ وہ اپنی کتاب کے آغاز میں ہمیں اپنے مافی الضمیر سے اطلاع دے تو کیوں خدا کی کتاب سے ہم وہی توقع نہ رکھیں

ان آیات میں نہ صرف مقصد الہام یا مذہب ہی بیان کیا گیا ہے بلکہ یہ آیتیں ایک طرف ہمیں ان راہوں کی اطلاع دیتی ہیں جن پر چل کر مقصد مذہب حاصل ہو سکتا ہے ۔ بلکہ دوسری طرف ان خطرات سے بھی واقف کرتی ہیں ۔ جو غرض مذہب کی رُوک ہو سکتے ہیں ۔ ان سب امور کے بیان کرنے کا تو یہ موقع نہیں ۔ ایسا کرنا ہدایات کانفرنس کے خلاف ہوگا ۔ یہاں تو ہم اپنی اپنی کتاب کی رو سے مقصد مذہب کو بتلانے آئے ہیں ۔ ہاں بعض امور متعلقہ کا بھی ذکر ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا میں اس تحریر میں نہ اصول اسلام پر کچھ بحث کروں گا ۔ نہ قرآن کی کسی تعلیم کو پیش کروں گا ۔ نہ یہ بیان کرونگا ۔ کہ مقصد مذہب کس طرح حاصل ہوتا ہے ۔ نہ ان تعلیمات کا ذکر کروں گا ۔ نہ میں خدا کی ہستی نہ اس کی صفات پر بالتفصیل بحث کروں گا ۔ ہاں اگر اشارہ کے طور پر چند صفات کا ذکر کیا جائے گا ۔ جسے مضمون ہذا سے خاص تعلق ہے ایسا ہی نہ مجھے اس بات کے یہاں بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ انسانی سوسائٹی کا نظام مذہب اسلام نے کیا تجویز کیا ہے ۔ کیونکہ میں یہاں اس لئے کھڑا نہیں ہوا کہ قرآن کی تعلیم کیا ہے اور اس نے مختلف شعبہائے زندگی کی کیا تعلیم دی ہے ۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کا ہم سے یہ مطالبہ نہیں ۔ مجھے صرف یہی بتلانا ہے کہ الہام فی نفسہٖ یا قرآن یا اسلام کس مقصد کے لئے دنیا میں آیا ۔

انسان کائنات کا خلاصہ اور اس کی ایک جزو اعظم ہے ۔ اسلئے پیش ازیں کہ میں سوال زیر بحث کے لئے کلام الٰہی کی طرف توجہ کروں ۔ کیوں نہ صحیفۂ فطرت میں جو خدا کے فعل کے لئے بالفاظ قرآن مجید کتاب مبین ہے ۔ اس سوال کے جواب کی تلاش کروں ۔

صحیفہ فطرت کے جس ورق کو ہم پلٹیں وہاں ایک ہی داستان ہر جگہ روشن ترین الفاظ میں لکھی ہوئی نظر آتی

*یہ لیکچر مذاہب عالم کی کانفرنس ہندوستان میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی طرف سے پڑھا گیا ۔ مترجم

ہے - ایک ذرہ سے چل کر اس کی ہر ایک مستقبل شکل شاہراہ ترقی پر قدمزن نظر آتی ہے - ہر ایک چیز میں بیشمار جوہر مضمر ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں - ایک چھوٹا سا بیج ایک درخت بن جاتا ہے - جس میں برگ - ثمر - پھل پھول آہستہ آہستہ نکلتے آتے ہیں - جدھر دیکھو ترقی اور بلوغیت ہی شان کائنات نظر آتی ہے - مٹی کے ذرات ہی ایک عالیشان عمارت بن جاتی ہے - جگنو کی چمک ایک زبردست برقی روشنی ہو جاتی ہے - ارغنوں کی دلربا آوازیں اس جھینگر کی آواز کی ایک بالغ شکل ہے - جو گھر کے کسی تاریک گوشہ سے آیا کرتی ہے - بڑا اور شاہ بلوط یا دیودار جیسے تناور درخت ایک کونپل کی انتہائی شکل ہوتے ہیں - دور کیوں جاؤ - خود انسان کو ہی دیکھ لو - یہ اس غیر مرئی جرم کا کامل ہیولا ہے - جو ایک قطرۂ خاصہ کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے - الغرض قوت و مادہ کا قدم مختلف شکلوں اور ہیولوں میں ہر لحظہ آگے کو ہے اسمیں رجعت یعنی پیچھے ہٹنا یا واپس آنا نظر نہیں آتا -

یہ بصائر کائنات ہماری آنکھ کھول دینے کے لئے کافی ہیں - ہمارا قدم تو آگے کو ہونا چاہیئے - لیکن پھر بھی ہم سے بعض کو یہ ارضی زندگی کچھ ایسی پسند آگئی ہے - کہ وہ ایک دفعہ اس دنیا کو چھوڑ کر پھر اسی طرف آنا پسند کرتے ہیں -

یہ سچ ہے کہ ہر ایک چیز اپنے زوال کو پہنچکر اپنے افراد میں منفرد ہو جاتی ہے اس کے جسم کی تربیت دینے والے ذرات اپنی اصلی شکل کی طرف لوٹ آتے ہیں - یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآن کریم نے والیہ راجعون کہہ کر اشارہ کیا لیکن یہ ذرات ترکیب پاکر جس جوہر کو پیدا کر دیتے ہیں وہ تو واپس نہیں ہوتا - نخل گلاب سے گلاب کا پھول - پھول سے عرق گلاب - عرق سے آگے عطر - عطر سے آگے روح - روح گلاب سے خوشبو - خوشبو کا دماغ کی راہ سے قوائے دماغی اور دل کے پردوں میں قوت دینا - دیکھو ہر منزل میں فالتو چیزیں اور فضلے پیچھے رہ کر ، ورپھر ذرات میں منفرد ہو کر عالم ذرات کو لوٹ آتے ہیں - لیکن جوہر گلاب جو گلاب کے بیج میں تھا وہ یکے بعد دیگرے قالب بدلتا اور ہر ایک قالب میں نئے ذرات کو بطور جسم لیتا آگے کو جا رہا ہے - الغرض ہر ایک چیز کے نفس یا جوہر میں نشوونما کی خاص خاص قوتیں ہوتی ہیں - وہ قوتیں مختلف مدارج اور منازل پر ظاہر ہوتی ہیں - ہر ایک جوہر کے آگے ایک لمبا سفر ترقی ہے - جس کی مختلف عالموں میں بیشمار منازل ہوتے ہیں - جوہر اصلی جس منزل ترقی میں داخل ہوتا ہے وہاں سے ہی اپنے مناسب حال ذرات مختلفہ کو لیکر ان قوتوں کو نشوونما میں لے آتا ہے - جو اس منزل سے تعلق رکھتی ہیں - یہ ذرات اس جوہر کے عرض کہلاتے ہیں -

(باقی دارد)

استعذار حال ہی کے کاغذ کے کنٹرول کی وجہ سے ہم کو مجبوراً رسالہ اشاعت اسلام کی ضخامت میں کمی کر دینی پڑی ہے - ہم نے افسران متعلقہ سے درخواست کی ہوئی ہے کہ ہمارے مذہبی ادارہ کے اسلامی پرچوں کو اس قاعدہ سے مستثنیٰ کر دیا جاوے - اگر درخواست منظور ہو گئی - تو انشاءاللہ رسالہ ہذا پورے - ۴۸ صفحات پر حسب سابق شائع ہوتا رہیگا اور اگر وہ درخواست مسترد ہو گئی تو ہم اپنے ناظرین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اسے برداشت فرمائیں ؛ خادم سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن ؛

حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے زور و شور سے منایا جاتا ہے۔ جن میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات بیان کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط وکتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

مشن کے آرگن ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی۔ اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

مشن کے تاثرات ۔ (۱) مشن کی اکیس۲۱ سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ اُن میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدو جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس۲۱ سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنانِ اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکتیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پُر کرکے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں بمعہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلانِ اسلام بمعہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سُلجھاؤ ہے قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعتِ اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قایم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس تیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو جس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبرانِ سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آراء کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی اُلجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے ادر ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں **اشاعتِ اسلام** ہمارا اوّلیں نصب العین ہونا چاہیئے۔

ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے۔ جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر۔ اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کرکے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلادِ اسلامیہ۔ شمالی و مغربی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے (۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۹ روپیہ ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام جو رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۴ ہے۔ (۷) ووکنگ مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا ہے۔ مد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ نان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا لہٰذا احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نو مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے ناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے م کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہدیہ نیاز۔ صدقہ خیرات۔ زکوٰۃ بجنیٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

ـک مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے ن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ محفوظ کیا جائے اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس کے براہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور لئے دن کی فراہمی امداد کی سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی جیب کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکتے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز او ممبران مینجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں۔ (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں